© rasailojaraid.com

چند منتشر باتیں زبان کے بارے میں

ذیل میں دیے گئے شذرات بھائی سید ذوالکفل بخاری نے مجھے ایک تقریر کے لیے لکھائے تھے۔عنوان بھی اُنہی کا دیا ہوا ہے۔ زبان اور زبان کی سماجی، ثقافتی اور علاقائی حیثیت کے بارے میں بہت سی باریک باتیں اِن چند سطروں میں ملتی ہیں۔ (حافظ صفوان محمد چوہان)

(۱) علاقائی زبانوں کے لیے ''پاکستانی زبانوں'' کا عرف رواج پا گیا ہے۔ یہی صائب ہے۔

(۲) اردو کی اصل حیثیت ''رابطے کی زبان'' (Lingua Franca) کی ہے، اور اِس سے متجاوز میں کئی خطرات ہیں۔ لیکن...... اِس کے ترک میں بھی خطرات ہیں، اور وہ سنگین تر ہیں۔

(۳) ہمارے لسانی مسائل کی تحدید اور تعیین کے لیے ضروری ہے کہ ہماری لسانی ترجیحات کی تحدید اور تعیین ہو۔ یہ کام صرف ''قومی نصاب کمیٹی'' قسم کی کسی سرکاری مجلس کے سپرد کر دینے سے نہ ہوگا۔ وزارتِ تعلیم، ہائر ایجوکیشن کمیشن، وزارتِ اطلاعات اور قومی میڈیا کے ذمہ داران کے باہمی رابطے سے اگر کوئی ایسا نظام (Mechanism) وضع ہو کہ جو لسانی سطح پر ہماری وحدت اور قربت کے عوامل کو مسلسل بروئے کار لاتا رہے تو یہ ایک کارنامہ ہوگا۔ قریب اور دور کی دوسری زبانوں کے اثرات بلا روک ٹوک ہمارے روزمرے اور محاورے سے اٹکھیلیاں کرتے ہیں، اِسے روکنا ہوگا۔ اردو کے، اور دیگر پاکستانی زبانوں کے مشترک ذخیرۂ الفاظ کو رواج دینا ہوگا۔

جوگی کس سے بولے، دکھڑے من کے کس سے کھولے
بارہ کوس پہ بولی بدلے، تیرہ کوس پہ رِیت

(۴) ایک صوبے کا باسی دوسرے صوبے کی زبان سیکھے۔ اس عمل کو آسان اور قابلِ داد بنانا ہوگا۔ مثلاً پنجاب کی جامعات میں Optional مضامین میں باقی تین صوبوں کی زبانیں شامل کی جائیں اور طلبہ کو کوئی ایک Option اختیار کرنے کو کہا جائے۔

(۵) انگریزی کی ''ناگزیریت'' مسلّم، لیکن انگریزی کے رحم و کرم پر جینے والی بے ثقافت، بے تہذیب اور ''بے زبان'' نسلیں پروان چڑھانا معقولیت نہیں ہے۔ یہ ''خطرہ'' اردو کے علاوہ تمام پاکستانی زبانوں کو بھی برابر درپیش ہے۔ جس طرح کی لسانی حمیت فرانس میں یا ایران میں پائی جاتی ہے، ہمارے یہاں بھی اس کی تخم ریزی اور آبیاری ہونی چاہیے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۶)　بھارت کے کرنسی نوٹ پر درجن بھر قومی زبانوں میں اندراجات ہوتے ہیں۔ بھارت جیسے کثیر اللسانی ملک میں یہ ایک مفید اور اچھی پالیسی ہے۔ ہمارے یہاں مسائل وہاں کی نسبت کم اور نسبتاً سہل ہیں۔ بھارت کی ثقافت کا انگریزی سے کوئی تال میل، سمبندھ نہیں ہے۔ اُن کے ہاں انگریزی ایک مجبوری ہے۔ ثقافت کے لیے وہ ''بالی وڈ'' پر تکیہ کیے ہوئے ہیں۔ کیا ہمیں ''لالی وڈ'' پر تکیہ کرنا ہوگا؟ اللہ نہ کرے۔

(۷)　کسی بھی جذباتی یا سیاسی پسِ منظر سے قطعِ نظر، یہ ایک بات یقیناً واقعے کے درجے کی ہے کہ اردو، اسلام اور پاکستان باہم مل کر ''پاکستانیت'' بنتے ہیں۔ ہماری تاریخ میں اور ہمارے جغرافیے میں بمنزلۂ روح یہی پاکستانیت کارفرما ہے۔ بنگلہ دیش ہم سے جدا ہوگیا۔ زبان کے سے نازک اور حساس موضوع پر ہمارے اُن سے گہرے اختلافات پیدا ہوئے۔ لیکن بنگلہ دیش میں دینی تعلیم کے نصاب کا ایک لازمی جزو آج بھی اردو ہے۔

(۸)　بین الاقوامی زبانوں کی ذولسانی، سہ لسانی ڈکشنریاں اب پرانی ہوگئی ہیں۔ یہ دور ڈیجیٹل، الیکٹرانک اور سافٹ ویئر مترجموں کا ہے، مثلاً ''الوافی'' عربی زبان کا معروف سافٹ ویئر ہے، ایک کامیاب مترجم۔ انگریزی عبارت کا عربی میں اور عربی کا انگریزی میں رواں ترجمہ کرتا ہے۔ کیا ہم پاکستانی زبانوں کے لیے ایسے سافٹ ویئر تیار نہیں کر سکتے؟

(۹)　شیر افضل جعفری مرحوم جیسے پختہ گو اور قادرالکلام اردو شاعر کا شعری ڈکشن اور مشتاق یوسفی صاحب جیسے بے بدل نثر نگار کا نثری ڈکشن...... دو سامنے کی مثالیں ہیں۔ اردو کو مقامی ماحول اور آب و رنگ سے قریب تر کرنے کی نہایت فطری اور نہایت کامیاب کاوشیں۔

(۱۰)　ایک لطیفہ۔ ہمارے سعودی عرب میں مقیم دوست ذوالکفل بخاری بتاتے ہیں کہ ایک ہندوستانی صاحب سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ موصوف خاص لکھنؤ کے تھے۔ زبان اُن کی لکھنؤ ہی کی تھی۔ لیکن...... وہ اردو نہ تو لکھ سکتے تھے...... نہ پڑھ سکتے تھے۔ فاعتبروا......!

© rasailojaraid.com